امام جعفر صادق کے سیاسی نظریات

حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) ایک ایسے دور میں موجود تھے جب بنی امیہ کی حکومت کا چراغ گل ہو رہا تھا اور بنی عباس کی تحریک زوروں پر تھی۔ آپ نے اپنی آنکھوں سے بنی امیہ کی خلافت کو ختم ہوتے اور بنو عباس کو برسر اقتدار آتے دیکھا۔ زبوں حالی اور افراتفری کے اس دور میں آپ ہی مسلک امامیہ کے قائد و سربراہ تھے۔ چنانچہ بعض افراد نے مناسب خیال کیا کہ آپ سے گفتگو کریں اور جہاد کی دعوت دیں۔ چنانچہ اس موقعہ پر امام عالی مقام نے انہیں حکومت اسلامیہ کے قیام اور جہاد کی ضروریات سے آگاہ کیا جس کا تذکرہ ایک معتبر سند کے ساتھ ہماری بیش قیمت کتاب حدیث فروع الکافی میں موجود ہے۔ میں یہاں محض اس حدیث کا خلاصہ اپنے حقیر الفاظ میں تحریر کروں گا۔ معلوم ہونا چاہئے کہ اس حدیث کی سند علامہ محمد باقر مجلسیؒ کے نزدیک حسن، شیخ محمد باقر بہبودیؒ کے نزدیک صحیح جبکہ شیخ محمد آصف محسنیؒ کے نزدیک معتبر ہے۔ شیخ ابو جعفر محمد ابن یعقوب ابن اسحاق کلینی الرازی (رحمہ اللہ) لکھتے ہیں کہ علی ابن ابراہیم (جن سے الکافی میں آٹھ ہزار مرویات ہیں) نے اپنے والد (ابراہیم ابن ہاشم قمی) سے روایت کی جنہوں نے ابن ابی عمیر (جن کا شمار اصحاب اجماع میں ہوتا ہے یعنی ان پر کوئی جرح ثابت نہیں) سے روایت کی جنہوں نے عمر ابن اذینہ (یہ امام جعفر صادق کے اصحاب میں سے تھے) سے روایت کی جنہوں نے زرارہ (ابن اعین) سے روایت کی جنہوں نے عبدالکریم (ابن) عتبہ الہاشمی سے روایت کی جنہوں نے یہ پورا قصہ نقل کیا جس کا اختصار میں نیچے لکھوں گا۔

اموی شہنشاہ ہشام ابن عبدالملک کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا ولید ابن یزید ابن عبدالملک مسند اقتدار پر براجمان ہوا لیکن بعد میں قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل سے سرزمین شام میں افراتفری پھیل گئی چنانچہ معتزلہ میں سے بعض افراد حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) سے ملنے آئے جبکہ عبدالکریم (اس حدیث کے راوی) پاس موجود تھے۔ عمرو ابن عبید، واصل ابن عطاء (معتزلہ مکتب فکر کا بانی) اور حفص ابن سالم وغیرہ اس گروہ میں شامل تھے۔ انہوں نے شہر مکہ میں امام سے ملاقات کی اور شام کی صورتحال پر طویل گفتگو کی جس نے امام کو پریشان کر دیا اور آپ نے ان حضرات سے درخواست کی کہ کسی ایک شخص کو اپنا نمائندہ مقرر کر دیں تا کہ وہ کلام کرے اور سماعت میں آسانی ہو۔ چنانچہ اس گروہ نے عمرو ابن عبید کو اپنا نمائندہ قرار دیا اور یہ بھی ایک طولانی تقریر کرنے لگا۔ اس کے خطاب کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل شام نے اپنے خلیفہ کو خود ہی مار ڈالا ہے چنانچہ ہم نے محمد ابن عبداللہ ابن الحسن (نفس ذکیہ) کو اپنا نمائندہ منتخب کیا تا کہ وہ خلافت کا عہدہ سنبھال سکیں اور ہم ان کے پیچھے جہاد کریں۔ یہ صاحب حضرت امام حسن (علیہ السلام) کے پرپوتے تھے اور انہوں نے بنی عباس کے عہد میں واقعتاً خروج کیا تھا لیکن ابی جعفر منصور کے ہاتھوں اپنے بھائی سمیت شہید ہو گئے۔ کراچی کے عبداللہ شاہ غازیؒ ان ہی صاحب کے بھتیجے ہیں۔ عمرو ابن عبید کی خواہش تھی کہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) بھی نفس ذکیہ کی حمایت کا اعلان کریں کیونکہ ان کے (یعنی امام کے) پیروکار بہت ہیں اور اگر یہ پیروکار معتزلہ کے ساتھ ملحق ہو گئے تو ایک اچھی خاصی جمعیت تیار ہو سکتی ہے۔ جب ابن عبید اپنا کلام ختم کر چکا تو امام نے گفتگو کا آغاز کیا اور اس سے بعض سوال پوچھنے لگے تا کہ اس پر حجت قائم ہو سکے۔

امام جعفر صادق: اگر امت مسلمہ تمہاری شخصیت پر متفق ہو جائے اور کہے کہ عمرو ابن عبید جس آدمی کو خلیفہ منتخب کر لے گا ہم بغیر لڑے بخوشی اس آدمی کی اطاعت کریں گے تو اس صورت میں تم کس شخص کو خلیفہ چنو گے؟

عمرو ابن عبید: میں یہ معاملہ شوریٰ پر چھوڑ دوں گا۔

امام جعفر صادق: کیا اس شوریٰ میں تمام مسلمان شامل ہوں گے؟

عمرو ابن عبید: ہاں، تمام مسلمان اپنا حکمران چنیں گے۔

امام جعفر صادق: کیا خلافت کا فیصلہ عادل علمائے دین کریں گے؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: کیا اس شوریٰ میں قریش اور ان کے علاوہ دیگر قبائل بھی شامل ہوں گے؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: کیا اس میں عربوں کے علاوہ غیر عرب اقوام یعنی عجمیوں کی بھی شمولیت جائز ہوگی؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: کیا تم ابوبکر اور عمر سے محبت کرتے ہو یا ان سے اظہار برائت کرتے ہو؟

عمرو ابن عبید: بالکل۔

امام جعفر صادق: لیکن تم نے ابھی ان دونوں کی مخالفت کر ڈالی؟

عمرو ابن عبید: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ ہم ان سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں؟

امام جعفر صادق: اگر تم ان دونوں سے اظہار برائت کرتے تو تمہارے لیے ان کی مخالفت کرنا درست ہوتا۔ لیکن ابھی تم نے ان سے محبت کرنے کا دعویٰ کیا اور ان کی مخالفت بھی کر ڈالی۔ عمر نے ابوبکر سے معاہدہ کیا جس کی بناء پر وہ خلیفہ بنائے گئے اور مشاورت میں عمر نے کسی کو شریک نہیں کیا۔ پھر ابوبکر نے واپسی عمر کے حق میں وصیت کی اور کسی سے مشورہ نہ مانگا۔ عمر پر حملہ ہوا تو انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دے دی جس میں محض چھ افراد شامل تھے جبکہ باقی تمام مہاجرین وانصار کو اس سے دور رکھا گیا تھا۔ تم عمر کے فیصلوں سے مجھے متفق معلوم نہیں ہوتے کیونکہ تم تو تمام مسلمانوں کو اس شوریٰ میں شریک کرنا چاہتے ہو۔

عمرو ابن عبید: کیوں؟ عمر نے ایسا کیا فیصلہ کر دیا؟

امام جعفر صادق: انہوں نے حکم دیا کہ صہیب رومی تین ایام تک مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے اور عمر کے بیٹے عبداللہ سے یہ کمیٹی مشاورت کرے گی اگرچہ ابن عمر کا خلافت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ انہوں نے اپنی موجودگی میں مہاجرین وانصار کو وصیت کی کہ اگر تین دن کے بعد بھی یہ کمیٹی کسی خلیفہ پر متفق نہ ہوسکے تو اس کے تمام شرکاء کی گردنیں اڑا دینا۔ اگر چار افراد ایک خلیفہ پر متفق ہوجائیں اور باقی دو اس اتفاق کی مخالفت کی تو ان دونوں کے سر قلم کر دینا۔ کیا تم اپنی شوریٰ کے لیے ایسا کوئی فیصلہ تسلیم کرتے ہو؟

عمرو ابن عبید: نہیں۔

امام جعفر صادق: اچھا، اس کو چھوڑو! فرض کرو کہ میں تمہارے ساتھی کی اطاعت قبول کرلوں اور امت تمہارے درمیان جمع ہو جائے اس حال میں کہ ان میں سے کوئی دو افراد بھی تمہاری مخالفت نہ کرتے ہوں پھر تم کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کرو تو کیا تمہارے اور تمہارے ساتھی کے پاس اتنا علم ہوگا کہ تم رسول اللہ کی سنت کی روشنی میں بت پرستوں کے ساتھ معاملات کر سکو۔

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: تم اس صورت میں کیا کرو گے؟

عمرو ابن عبید: ہم انہیں اسلام کی طرف بلائیں گے اور اگر انہوں نے انکار کیا تو ان سے جزیہ طلب کریں گے؟

امام جعفر صادق: اگر یہ اہل الکتاب کے بجائے مجوسی ہوئے تو تم کیا کرو گے؟

عمرو ابن عبید: ان کا بھی یہی حکم ہے۔

امام جعفر صادق: کیا ایسا قرآن کی روشنی میں کہتے ہو؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: اگر یہ عربوں میں سے مشرکین اور بتوں کی پوجا کرنے والے ہوئے تو؟

عمرو ابن عبید: ان کا بھی یہی حکم ہے۔

امام جعفر صادق: کیا تم ایسا قرآن کی روشنی میں کہتے ہو؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: (سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۲۹ کی تلاوت کی) ''اہل الکتاب میں سے جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اللہ اور اس کے رسول کے حرام کردہ اعمال کو حرام نہیں جانتے اور دین حق پر نہیں چلتے ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور ذلیل ہوں۔'' کیا اہل الکتاب اور غیر اہل الکتاب کے درمیان کوئی تفریق نہیں اور یہ دونوں ایک ہی ہیں؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: یہ تم نے کہاں سے سنا؟

عمرو ابن عبید: میں نے لوگوں کو ایسا کہتے سنا ہے۔

امام جعفر صادق: اچھا، اس کو بھی چھوڑو! فرض کرو تم نے ان سے جہاد کیا اور انہیں شکست دے دی۔ اب تم ان کے اموال کو کس طرح تقسیم کرو گے؟

عمرو ابن عبید: میں ان کے اموال کا پانچواں حصہ کاٹ کر باقی سب کچھ مجاہدین کے درمیان بانٹ دوں گا۔

امام جعفر صادق: مجھے اس خمس کے متعلق بتاؤ۔ تم یہ پانچواں حصہ کس کو دو گے؟

عمرو ابن عبید: میں یہ اس کو دوں گا جس کو دینے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ (پھر عمرو ابن عبید نے الانفال: ۴۱ پڑھی): ''جان لو کہ جو مال غنیمت تمہیں ملے پس اس کا پانچواں حصہ اللہ، اس کے رسول، رشتہ داروں، یتیموں، مساکین اور مسافرین کے لیے ہے۔''

امام جعفر صادق: تم پیغمبر کا حصہ کس کو دو گے؟ یہ رشتہ دار کون ہیں؟

عمرو ابن عبید: فقہاء کے اس میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ یہاں رسول اللہ کے رشتہ دار اور آپ کے اہل البیت مراد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد خلیفہ وقت ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مجاہدین کے اپنے عزیز و اقارب ہیں۔

امام جعفر صادق: تمہاری رائے میں رشتہ دار کون ہیں؟

عمرو ابن عبید: میں نہیں جانتا۔

امام جعفر صادق: مجھے معلوم ہے کہ تم نہیں جانتے۔ اچھا، اس کو بھی چھوڑو! خمس کے علاوہ مال غنیمت کی بات کرو۔ کیا تم اسے مجاہدین (یعنی تمام سپاہیوں۔ مسلمان اور غیر مسلم بھی۔) کے درمیان بانٹ دو گے؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق:اس صورت میں تم رسول اللہ کی مخالفت کرو گے۔ میرے اور تمہارے درمیان ثالثی فقہائے مدینہ اور کبار علماء کریں گے۔ان سے جا کر پوچھو اور تم انہیں مختلف آراء کا حامل نہیں پاؤ گے۔ وہ اس امر میں باہم متفق ہیں کہ پیغمبر گرامی نے عربوں کے ساتھ صلح کر لی تھی۔اس صلح کی رو سے وہ اپنے علاقہ جات میں آباد رہ سکتے ہیں لیکن ہجرت نہیں کر سکتے۔ اگر دشمن حملہ کرے تو یہ عرب اٹھ کر دشمن سے جنگ کریں گے لیکن دشمن کی شکست کے بعد اس سے حاصل کردہ مال غنیمت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ البتہ تم یہ مال تمام سپاہیوں کے درمیان بانٹنے والے ہو۔ چنانچہ رسول اللہ نے بت پرستوں کے ساتھ جو معاملہ کیا، تم اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ صدقات کے متعلق تمہارا کیا قول ہے؟ (پھر امام نے التوبہ: ٦٠ کی تلاوت فرمائی) ''صدقات تو فقط فقراء، مساکین، اس کے افسران... کے لیے ہیں۔''

عمرو ابن عبید: یہ صحیح ہے۔

امام جعفر صادق:تم اسے تقسیم کس طرح کرو گے؟

عمرو ابن عبید: میں اسے آٹھ طبقات میں بانٹوں گا اور ہر گروہ اس میں سے ایک طبقے کا حقدار ہوگا۔

امام جعفر صادق: فرض کرو کہ ایک گروہ میں دس ہزار افراد ہوئے جبکہ دوسرا گروہ محض ایک، دو یا تین اشخاص پر مشتمل ہوا تب بھی تم ایسا ہی کرو گے؟ کیا تم ایک شخص کو اتنا دو گے جتنا تم نے دس ہزار لوگوں کو دیا؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: کیا تم تمام شہروں اور دیہات سے حاصل شدہ صدقات و زکوٰۃ کو ایک مقام پر جمع کر کے پھر انہیں آٹھ طبقات میں بانٹو گے؟

عمرو ابن عبید: ہاں۔

امام جعفر صادق: پھر تم پیغمبر گرامی کی سنت کی مخالفت کرو گے۔ حضور اکرم دیہات سے جمع ہونے والے صدقات دیہاتی لوگوں کے درمیان ہی تقسیم کرتے تھے اور شہروں سے حاصل ہونے والے صدقات شہری لوگوں کے درمیان ہی بانٹ دیتے تھے۔ وہ انہیں آٹھ برابر طبقات میں تقسیم نہیں کرتے تھے! وہ انہیں لوگوں کی تعداد اور اپنی تحقیق کے حساب سے بانٹتے تھے۔ وہ کوئی مخصوص کلیہ ہائے تقسیم ہرگز نہیں بناتے تھے۔ وہ موجود افراد کی ضروریات کے حساب سے زکوٰۃ کو پھیلاتے تھے۔ اگر تمہیں میرے اقوال کی حقانیت میں شبہ ہے تو جاؤ جا کر فقہائے مدینہ سے استفسار کرو۔ وہ اس امر میں باہم متفق ہیں کہ رسول اللہ وہی سب کچھ کرتے جس کا ذکر میں نے یہاں ابھی تم سے کیا ہے۔

عمرو ابن عبید: (خاموشی)

امام جعفر صادق: (آپ نے عمرو ابن عبید اور دیگر حضرات سے کہا) اے لوگوں! اللہ سے ڈرو۔ اللہ کا خوف کرو۔ میرے والد اپنے زمانے کے بہترین شخص تھے۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت کا علم رکھتے تھے۔ انہوں نے روایت کی کہ رسول اللہ حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا: ''جو انسان لوگوں کو تلوار سے مارے اور انہیں اپنی طرف دعوت دے جبکہ مسلمانوں میں کوئی اس سے زیادہ علم رکھنے والا آدمی موجود ہو، ایسا انسان ایک گمراہ بھٹکانے والا ہے۔''

(الکافی، جلد نمبر ۵ [فروع]، کتاب الجہاد، باب نمبر ۷ [دخول عمرو ابن عبید و معتزلہ علی ابی عبداللہ]، حدیث نمبر ۱)

اس ہی طرح اگلی حدیث کو بھی شیخ محمد باقر بہبودیؒ نے صحیح قرار دیا ہے۔ اس کے مطابق بشیر نامی صحابی امام نے امام جعفر صادق (علیہ السلام) کے سامنے ایک قول پیش کیا جس قول کو امام نے درست کہا۔ یہ قول کچھ اس طرح ہے: ''ایک ایسے امام کے ساتھ قتال کرنا جس کی اطاعت فرض نہ ہو اس ہی طرح حرام ہے جس طرح مردار گوشت، جانور کا خون اور خنزیر کا گوشت کھانا حرام ہے۔''

(الکافی، جلد نمبر ۵ [فروع]، کتاب الجہاد، باب نمبر ۷ [دخول عمرو ابن عبید و معتزلہ علی ابی عبداللہ]، حدیث نمبر ۲)